جلد ۱۰ | بمبئی دوشنبہ ۳۰ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۲۲ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۰۵ء | نمبر ۹

مقدمۃ الجیش

چت بھی اپنی پٹ بھی اپنی

پہلے تو اخبار کی تمکنت سے روس کی گورنمنٹ بدنام ہوئی [illegible] روپیوں پر پانی پھیرا [illegible] جاپان نے تباہ ہو ہی گئی مگر جنرل کی بندوق کا پیسا اور تیر تباہ ہوا اسکا کوئی غم نہیں۔ اسکو ہر صورت میں ہر بارہ میں فتح ہوئی تو گورنمنٹ روس کی طرف سے [illegible] فاشکست ہوئی تو دشمن میں قدر ہوگی ہے [illegible] اور گورنمنٹ کا دل جلا ہے ہیں [illegible] لکھتا ہے کہ [illegible] جاپان کی طرف بھی خاص وقت [illegible] ہے اور [illegible] کے شاہی محل میں بڑی دھوم ہے اسکا انتظام ہوگا ہم نہ جانتے ہیں کہ [illegible] گورنمنٹ کے [illegible] جنرل [illegible] تمام [illegible] ایسی طرح [illegible] کسی کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہو۔

عوض معاوضہ گلہ ندارد

اگرچہ میں حضور والا امیر کی فیاضی کی [illegible] شاہزادہ عنایت اللہ خان کو ۲ ہزار روپیہ نقد عطا کئے گئے مگر واقعی بات تو یہ ہے کہ یہ انعام نہیں تھا بلکہ حسب دستور دعوت کا خرچ دیا گیا۔ اور یہی پہلی درجہ کی خفت ہوئی کیونکہ جب [illegible] سفارت کابل میں گئی تھی تو گورنمنٹ کابل کی طرف سے [illegible] کی مد میں ۲ ہزار روپیہ دئے گئے تھے۔ ہمیں تعجب ہے کہ حضور والا امیر کو یہ خیال بھی نہ ہوا کہ ایک ایسی سلطنت عالیہ [illegible] میں جسے [illegible] ہمیں گورنمنٹ [illegible] کی کتنی بڑی [illegible] کی نظروں میں [illegible] یہ تعلق ہوگی اگر ۲ ہزار بھی [illegible] تو آتا تو ہوتا کہ [illegible] احسان ہے۔ اور اسکا معاوضہ ہو جاتا۔ اور ہماری گورنمنٹ ذلیل نہ ہوتی دیکھئے [illegible] یا پاتی ہے

اچھی سیر ہوئی

کابل کے غازی بھی غضب کے ہیں [illegible] آنکھوں میں خون اتر آتا ہے اور [illegible] کابلی غازیوں نے کی وارداتیں ایسی کی ہیں مگر سیاحوں کو [illegible] سیاحت کے شوق میں [illegible] ہوتے ہیں ایک روسی جماعت کو کابل کی پہاڑیوں کی سیر کا شوق ہوا۔ [illegible] اس طرف کا رخ کر دیا۔ غازی تاک میں لگے ہوئے تھے موقعہ پاکر اعلیٰ افسر کا خاتمہ کر دیا اور اسکے ساتھیوں نے قاتل کا پتہ لگانے کی بہت کوشش کی مگر فضول۔ سنا جاتا ہے کہ مقتول بہت معزز شخص تھا۔ [illegible] اسکا علاج ہی کیا ہو سکتا ہے۔ [illegible] یہ حماقت کردی [illegible] ساری جماعت [illegible] کا تعجب تھا۔

سوناپور کی پائمالی

جنرل گینیگر کو زرگر کرسیٹجی ہی مین کردہ بمبئی
کے چھوٹا سونا پور کو عدم کمانا کر بنا گئے۔ حالانکہ خود
جے ایلن ہے انصاف سے دیکھا جائے تو وہ
کارروائی کچھ بیجا نہیں ہوئی۔ کیونکہ اموات کی
ریل پیل سے تل دھرنے کو جگہ نہیں رہی تھی۔
ایسی حالت میں ہماری شریعت بھی ہدایت کرتی ہے
کہ جب ایسی حالت ہو جائے تو مُردوں کے لئے قبرستان
کو آرام لینے دیں۔ دوسرا قائم کریں۔ مگر دو تو
جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا۔ جا بیجا یا بیجا مگر جو ہونا تھا وہ
ہو گیا۔ اور یہ جاننے والے خود جانتے ہیں کہ کسکی
ہٹ دھرمی اور کیجہ جٹ سے ہوا۔ افسوس ہے کہ انکا
رونا تو لوگ ابھی تک روتے ہیں مگر کوئی یہ خبر نہ
لیتا کہ جنرل گینیگر نے پھر فاتحہ خوانی سوناپور کا نشان
تو باقی رہنے دیا۔ جنرل گینیگر کے گرد یعنی قاضی
مہری صاحب تو اس ترکیب میں لگے ہوئے ہیں کہ کچھ
بعد لوگ یہاں آ کر فاتحہ پڑھنے کے لئے سونا پور
کو ڈھونڈنے ہی پھرینگے۔ یہاں مغفوران ہو چکا
سا ٹیے پھر تو ہے بلبل جو نیچے ہیں گل + شہید ناز کی
تربت کہاں ہے + چنانچہ اس کارروائی سے قاضی
صاحب کا منشا صاف ظاہر ہوتا ہے پہلے تو انہوں
نے ایک پارسی کے ہاتھ مبلغ پانچ ہزار روپے
میں رہن رکھ دیا جب یہ روپیہ وہ ٹھکانے
لگا چکے تو انہوں نے دوسری ترکیب نکالی تھی
یعنی قبروں کو صفا چٹ کر کے زمین کا کرایہ کھانا نکالا
راستہ نکالا۔ چنانچہ سفید گلی کے نکڑ پر جو قبرستان
کا کونا ہے اسکی دیوار کو توڑ ڈالا اور تھوڑی
زمین مبلغ اٹھارہ روپیہ کرایہ پر دیدی جس میں
لکڑی کی بکھار ہے۔ مزا یہ ہے کہ وہ بکھار والا
بھی مسلمان ہے۔ اور اپنے کو

خاص میمن

بتاتا ہے۔ حاجی محمد یوسف اسکا نام ہے۔ ایک
تو مسلمان اور پھر حاجی۔ اور پھر سفید ریش
ان تینوں باتوں کے ہوتے ہوئے خدا جانے اپنے ہاتھ
سے کتنی قبروں کا صفایا کر چکا یا شاید پہلے ہی
قاضی صاحب نے اندھیری رات میں جھاڑو
دلوا دی ہو گی۔ کیونکہ اب اُس ٹکڑے میں
کسی قبر کا نشان نہیں معلوم ہوتا۔ حالانکہ کم از
کم ۱۵ قبریں وہاں ایسی تھیں کہ جنکا [illegible]
اندھیرے کو ٹھکرا دینے کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ
صاحب ابراہیم حافظ تقریباً ایک ماہ سے اسی
ادھیڑبن میں تھے کہ کسیطرح مسلمانوں کو ایک
طرف متوجہ کیا جائے۔ تاکہ سینکڑوں مسلمانوں
کی قبریں پائمال ہونے سے بچ جائیں۔ گذشتہ جمعرات
کو یہ موقعہ بہت خوش اسلوبی کے ساتھ ہاتھ
لگ گیا یعنی کہ انجمن کے رکن جناب فضل اللہ خان
صاحب مرحوم و مغفور کی زیارت میں شریک
تھے۔ ابراہیم صاحب حافظ نے اُس موقعہ پر
ذکر چھیڑ دیا۔ بس پھر کیا تھا جسنے سنا وہ پیچ و تاب
کھانے لگا۔ اور قاضی مہری صاحب کی بےپیری
پر کف افسوس ملنے لگا۔ بعد فاتحہ خوانی کے
خیریت پناہ قاضی صاحب مر گئے تھے۔ میاں صاحب
رہ گئے۔ داؤد میاں صاحب۔ زری والا سیٹھ
ابراہیم صاحب گارہ والا۔ خانصاحب ابراہیم حافظ اور
دیگر چند آدمی معائنہ کے لئے پہنچے۔ دیکھا تو
واقعی دیوار ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور سوناپور کے
اندر وہ گھاٹی بڑے اطمینان کے ساتھ کرایہ پر
بیٹھا ہے۔ حاجی یوسف بکھار والے سے حقیقت
دریافت کی اور کہا کہ تم کیسے مسلمان ہو یہ تو بڑا
ناجائز ہے تم کو دوسری جگہ کرایہ پر لینی چاہئے دوکان

سر پکڑ کے بیٹھ گیا

اور کہنے لگا کہ اگر کرایہ کرتا ہوں صبر کرو کا گرا بھی تو
۱۰۵ روپے پگڑی کے چلے گئے ہیں انکو کیسے صبر کروں
غیر اسکو اسی حال میں چھوڑا پھر قبروں کی مردم شماری
کرنی شروع کر دی۔ ایک بڑے میاں بیچارے بیلچی
سے کھڑے اس ٹکڑے کی بیچارگی کو حسرت سے دیکھ
دیکھ کے کف افسوس مل رہے تھے۔ پہنچنے والوں نے
پوچھا کہ صاحب یہ کیا شغل ہے انہوں نے ٹھنڈی آہ
بھر کے کہا کہ اسی ٹکڑے میں میرے جوان لڑکے اور لڑکی
کی قبر ہے اور ان قبروں کو دیکھ کر تسلی ہو جایا کرتی
تھی مگر اب تو انکا نشان بھی مٹ گیا۔ [illegible]
بجائے قبروں کے قبر کی فاتحہ پڑھتا ہوں۔ پھر
اسکے بعد خانصاحب ابراہیم حافظ کی زبانی معلوم
ہوا کہ انکی بیوی۔ سالی اور بھائی کی قبریں بھی
اسی ٹکڑے میں تھیں۔ سید محمد علیشاہ صاحب مرحوم
و مغفور کی بیوی اور انکے خسر کی قبریں اسی جگہ
میں تھیں۔ سب مسلمان جو دیکھنے گئے تھے وہ
افسوس کرنے لگے۔ مگر کف افسوس ہی ملکر رہ گئے
یہ کسی سے نہ ہوا کہ مسلمانوں کی قبروں کی حفاظت
پر کمربستہ ہوتا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ فوراً اس
کام کے لئے مستعد ہو جائیں ورنہ تھوڑے ہی
عرصہ میں تمام قبریں پائمال ہو جائینگی ایک مجلس
کر کے قاضی مہری صاحب کو دعوت دیکے دریافت
پوچھا جائے کہ حضرت کہئے تو سہی کیا دل میں ٹھانی
ہے۔ خانہ آبادی کا یہ عذر ہوگا کہ یہی کمائی کا ٹھیکا ہے
مُردوں دفن ہونے بند ہو گئے۔ اب مسلم کی قبر بیچ کر تو
کھیلتے ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ عذر بڑا قابل غور ہے
مسلمانوں کو چندہ جمع کر کے قاضی صاحب کی گذران کی کوئی
صورت مستقل آمدنی کی تجویز کر دینی چاہئے۔ یہیں سے
کو فوراً۔ بالفرض مسلمان سوناپور ترک کرینگے تو لکھ سکو لیکن

عاقبت بینی اسکو کہتے ہین

رئیسون اور تاجرون کی دولت کا مستقبل جو کچھ حال ہوتا ہے وہ ظاہر ہے بہت سے آدمی اس خیال مین رہتے ہین کہ جب ہم نہ ہونگے تو ہماری وارث دولت کا بہت سا حصہ بجاے تعمیر خدائی بنک مین جمع کرادینگے یعنے غربا و مساکین کے ساتھ سلوک کرکے ثواب ہماری روح کو پہونچائینگے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مال و دولت کے وارث معمولی خیرات بھی فضول خرچی سمجھتے ہین اور زیادہ تر آجکل نوخیز نوجوان اپنا حصہ عیاشی اور شراب خوری مین اوڑاتے رہتے ہین یا باہم کی تکرار فساد مین دولت کا بہت بڑا حصہ ہائیکورٹ کی نذر ہوجاتا ہے جس شخص نے خون پانی ایک کرکے دولت اکٹھی کی وہ اُمید ہی امید مین رہجاتا ہے ہزارون مسلمانون سے یہ غلطی ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی اسکی اصلاح نہین کرتا۔ حاجی محمد اسحق صاحب سوداگر صدر بازار دہلی کے ہم مشکور ہین۔ کہ اونہون نے اسکی اصلاح کا راستہ پیدا کردیا۔ اور یہ نہین کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو بلکہ خود عمل کرکے بتادیا۔ چنانچہ اونہون نے خود ایک وصیت نامہ رجسٹری کرادیا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ میری جائداد کا تیسرا حصہ خدا کی راہ مین صرف کیا جاے اور دو حصے وارث بانٹ کھائین جو رقم خرچ کیجائیگی اوسکی صورتین بھی انہون نے حسب منشا قایم کردی ہین۔ ہزار روپیہ ... کے ... اور باقی ترکی ... اسلامی مدرسون اور بیواؤن کی خبرگیری وقف ہوگی۔ حاجی صاحب موصوف نے یہ وصیت نامہ مع نصیحت نامہ کے کئی ہزار چھپواکر تقسیم ...

اپنی تاری اپنی کہے جاتی ہین

ابتداے جنگ سے اب تک یہی دیکھا گیا ہے کہ لڑائی کے متعلق جتنی رپورٹین آتی ہین کوئی قابل اعتبار نہین ہوتا۔ اکثر اوسپر بھی اتفاق ہوا ہے کہ خبر ایک تار ہے اور اوسکی رپورٹون مین ظاہری تضاد ہوتا ہے۔ روسی افسر کہتا ہے کہ ہم کامیاب رہے ہم سے زیادہ جاپانیون کے سپاہی مارے گئے۔ اور جاپانی اسکے برعکس رپورٹ کرتے ہین۔ اب جنرل کیر دبنگن کے مقابلہ مین جو لڑائیان ہورہی ہین۔ اونکی رپورٹون کا بھی یہی حال ہے۔ روسی جنرل جب خبر دیتا ہے اپنی ہی کامیابی کی۔ اور علی ہذا القیاس جاپانی جنرل اپنی فتح کا راگ گاتا ہے اور فروری کو کیر دبنگن رپورٹ کرتا ہے کہ اب لڑائی نے نیا رنگ اختیار کیا ہے۔ اور جاپانیون کے دلمین ہماری ہیبت اچھا اثر کررہی ہے۔ اکثر مقامات پر وہ پسپا ہورہے ہین۔ سنپو پر روسیون نے ایسی سخت گولہ باری کردی کہ تمام وہان آگ لگ گئی ہوگی اور جاپانی فوج خوف کے مارے اطراف و جوانب سے کوچ کررہی ہے۔ اور انمین کسیطرح مقابلہ کی تاب نہین۔ جاپانی سپہ سالار مارشل اویامہ کا رپورٹ ہے کہ روسی زور تو بہت کوشش کرکے لگارہے ہین مگر منہ کی کہاتے ہین۔ سو جنوری کی لڑائی مین روسیون نے مقابلہ ترتیب دیکر بڑے جوش وخروش کے ساتھ ہمارے میمنہ اور میسرہ پر متواتر حملے کئے مگر تمام کوششین بیکار گئین۔ جاپانیون نے خوب خوب شجاعت کے جوہر دکھائے اور روسیون کی کوششون کو بیکار ثابت کردیا۔ آخر یہی نتیجہ ہوا کہ روسیونکو سخت نقصان اوٹھاکر پسپا ہونا پڑا۔ ... ہر جنرل اپنی ہی الاپ رہا ہے۔

خون لگاکر شہیدون مین داخل ہوئے

یہان کی انجمن اسلام کے متعلق پہلے کئی دفعہ یہ شکایت کی گئی کہ نام مین تو اسلام لگا ہوا ہے مگر کام مین اسلام کی بو بھی نہین پائی جاتی تو ممبرون کو خیال ہوا کہ کوئی ایسی ترکیب کرو کہ مخالفین کو نکتہ چینی کا موقعہ نہ ملے مگر وہ یہ چاہتے تھے کہ ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے۔ اسلامی تعلیم تو انکی نظرون مین فضول تھی پھر انجمن کے فنڈ سے اوسمین کیونکر خرچ کرسکتے تھے اس فکر مین تھے کہ کسی اسامی کو پھانسکر یہ کام بھی اوسی کے سر ڈالین اور چونکہ اس کام مین ممبران انجمن ہی بڑے کھلاڑی ہین ایسی اسامی پر تاک لگائی کہ وار خالی ہی نہ جائے بیچارے دریا دل منشی محمد حسن صاحب متمول رئیس بیکانیر اون کے پھندے مین پہلے ہی پھنس چکے تھے اور یہ بھی معلوم تھا کہ انکی داد و دہش خدا ترسی سے اسلامی تعلیم مین بہت بڑا حصہ لیا ہے اسلئے اونہین بھی اچھی طرح آسمان پر چڑھا اور اونکا واسطہ دلاکر انجمن مین اسلامی تعلیم کی شاخ قایم کرنیکی ترغیب دی۔ وہان کیا تھا دریا دلی نے جوش کیا تو سارے مصارف کا ذمہ اپنے سر لے لیا۔ مگر چونکہ انجمنی ممبرون کو اسلامی تعلیم سے کوئی لگاؤ نہین۔ اسکا ایسا ناقص انتظام کیا کہ منشی صاحب کی غرض کسیطرح پوری نہین ہوسکتی۔ ہفتہ مین دو مرتبہ ایک ایک گھنٹہ تعلیم ہوتی ہے اور اسمین درجہ کا کوئی انتظام نہین۔ علاوہ ازین لڑکون پر کوئی جبر نہین جسکے ایمان مین آئے سبق مین شامل ہو ورنہ ہنستے کھیلتے گھر چلا جاتا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک گھنٹہ ہیر پھیر کرتے رہتے ہین۔ تھوڑے سے لڑکے شامل ہوتے ہین۔ وہ بھی خوش گپیون مین مشغول رہتے ہین بقیہ جا ملتے ہین

... تاکہ مسلمانون ... حضرت ... کام کرینگے۔

خدا اب بچے کو ناحق نہ دے

ہمارے غیر خواہ ہند حضور لارڈ کرزن بہادر کا یہ شوق ہے کہ یورپینوں اور دیسیوں میں جو غیریت کا امتیاز باقی رہگیا ہے اوسے بھی دفع کرنے کی میں کوشش کرون گا۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسا با اختیار شخص کوشش تو کیا صرف ارادہ بھی کرے اور پورا نہ ہو۔ مگر واقعات کچھ اور ہی کہتے ہیں۔ گوری چمڑی والوں کا ذکر ہی کیا ہے جن لوگوں میں گورے رنگ کی ذرا جھلک بھی پیدا ہو گئی ہے اون کے بھی دماغ اب نہیں ملتے۔ دیسیوں کے ایسا ہمسایہ بھی اونہیں گوارا نہیں۔ گورنمنٹ نے دوغلی یوریشینوں کو رنگ کی مناسبت سے جو اعزاز دئے ہیں تو اب اونکی نازک دماغی پہ بیزاں سے بڑہ گئی ہے دیسیوں کی ہوا سے بھی وہ دور رہنا چاہتے ہیں۔ اونہیں اب یہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ دیسیوں کے ساتھ بیٹھنے سے غیر مہذب بیماریاں انہیں حلول نہ کر جائیں۔ چنانچہ پایونیر میں بہت سی چٹھیاں اس مضمون کی شایع ہوئی ہیں کہ ریل نے کوئی ایسا انتظام نہیں کیا کہ گوروں کو کالوں کے ساتھ بیٹھنے کی ضرورت نہ پڑے کیونکہ انکے ساتھ بیٹھنا خلاف عزت ہے۔ ادہر ماشاء اللہ فرانسیسی حکومت کیا مل گئی ہے کہ ہندوستانی شرفا بھی اونکی نظروں میں حقیر ہو گئے۔ انہیں معلوم ہی نہیں۔ دیسی شرفا بھی ان کم ظرفوں کے ساتھ بیٹھنا خلاف شان سمجھتے ہیں۔ اور محض بوجہ مجبوری انکی صحبت گوارا کرتے ہیں۔ ہان اونہیں یہ یقین ہے کہ جو شریف زادے ہیں وہ نہیں نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور اگر نفرت ہے تو وہ صرف انہیں ان ہی سے ہے۔

بزورِ قوت کا کوئی ساتھی نہیں

ابتدائے جنگ سے اب تک فرانس روسی دوستی کا دم بھرتا رہا اور مختلف ذرائع سے روس کی امداد کا وعدہ کرتا رہا۔ اور عملی طور پر بھی اسکا ثبوت دیا مگر روس کی شکستوں نے فرانس کی ہمدردی کو بھی دھکہ پہنچا دیا ہے۔ کیونکہ روس کے ساتھ ایسے محض اسیری سے دلسوزی تھی کہ بے قوت زبردست۔ کامیابی تو اسے ضرور ہوگی اور اگر اسکے حامی بنے رہے تو آیندہ یہ ہمیشہ ہماری مدد پر تیار رہیگا لیکن جب میدان جنگ میں روس کا سپاہی بودے ثابت ہوگئے تو انکی نیت میں بھی فرق آگیا۔ اور یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے بزدلوں سے ہمیں کیا امید ہو سکتی ہے۔ جاپانی اگر کامیاب ہو گئے تو خواہ مخواہ ہماری بھی بدنامی ہوگی۔ اگر یہ گورنمنٹ فرانس اب تک اپنی پہلی پالیسی پر قایم ہے اور اب تک روس کی معاونت پر آمادگی ظاہر کیجاتی ہے مگر نااتفاقی شروع ہوگئی ہے۔ اور نہ نہایت جلد گورنمنٹ علانیہ طور پر روس کی مخالفت کریگی۔ چنانچہ فرانس کی جدید مجلس وزارت میں یہ بحث چھڑی تھی اور صدر اعظم مانشو کومبز نے جب روسی اتحاد کا دعوی کیا تو مخالفت کا بازار گرم ہو گیا۔ اور یہ بات یہ آواز آئی کہ ایسی ظالم اور ناخداترس سلطنت سے ہمیں ہرگز دوستی نہ کرنی چاہیے بڑی مشکل سے مخالفین کا جوش فرو کر دیا گیا اور اکثریت کی یہی رائے ہوئی کہ روس کے ساتھ انکا اتحاد قایم رکھا جائے۔ اسوقت تو ضرور اکثریت کے آگے مخالفین کو خاموش رہنا پڑا۔ مگر آج تک مخالفت کا مادہ زائل نہیں ہوا ہے۔ اور ممکن ہے آیندہ مخالفین اپنی کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔

واہ لاٹ صاحب کیا کام کیا

گو بعض ہندوستانی اخبارات خواہ مخواہ شور مچاتے ہیں کہ حضور لارڈ کرزن بہادر نے تبت مشن میں غریب ہندوستان کے ہزاروں روپیوں پر پانی پھیر دیا۔ مگر اوس سے کچھ حاصل ہوا۔ اسکی وجہ محض ہندوستانیوں کی جہالت ہے ورنہ وہ غور کرینگے تو ظاہر ہو جائیگا کہ اس سے ایسے ایسے اہم معاملات حل ہوئے ہیں کہ تمام حکمائے یونان سر ٹپک کر مر جاتے تو یہ باتیں حاصل نہ ہوتیں تجربات بتلاتے ہیں کہ ہندوستانیوں تحقیقات کا مادہ نام کو نہیں۔ سائنس سے اونکو کوئی تعلق نہیں۔ افسوس ہے لارڈ صاحب کی نتیجہ خیز کوششوں کی قدر نہ کرتے نہیں اور اولٹے اونہیں الزام دیتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ اور انگلستان کی تجارت کی ترقی کی خاطر غریب ہندوستانیوں پر لڑائی کے مصارف کا بوجھ ڈال دیا۔ مگر ہندوستان کے فائدہ کی ایک بات بھی نہ ہوئی۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ لارڈ صاحب کے محققانہ مادہ کے ہم قایل ہیں۔ انکی تحقیقات کا نتیجہ معلوم ہوگا تو غیر مہذب ہندوستانیوں کی آنکھیں کھل جائینگی کہ واقعی لارڈ صاحب نے نصف کروڑ روپیہ خرچ کیا تو کیا مگر کام بھی کیا کیا کہ اگر اور دو چار کروڑ ہندی خزانے سے ہی ہم کی ہیبت بڑہتے تو کچھ غم نہ تھا۔ اب یہی خیال فرمائیے کہ کوہستان تبت کے اونٹ ہندوستانیوں نے کا ہیکو دیکھے ہونگے۔ مگر لارڈ صاحب کی بدولت اونکا دیدار بھی نصیب ہوگا۔ ہندوستان میں رہتے تھے مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ دریائے ستلج کا دہانہ معلوم نہ کیونکہ ہیں منگولی قوم شاعرانہ خیالات میں غایب ہے یا اوسکا کہیں پتہ ہی نہ تھا۔ لارڈ صاحب نے اس عقدہ کو

معاہدۂ تبت کی کتر بیونت

ہماری بہادر گورنمنٹ نے ۱۹۰۴ء میں تبت کا گلا گھونٹ کے
چاہا حسب منشا معاہدہ لکھوا ہی لیا تھا لیکن گورنمنٹ
چین [illegible] نے چین کو [illegible] تو
گورنمنٹ نے بھی معاہدہ کی شرطیں نرم کر لی ہیں۔
[illegible] مضمون سے [illegible]
[illegible] تبت برابر تھا۔
گورنمنٹ چین نے حقوق [illegible] بھی [illegible] کرنے کا
[illegible] مفید ہوا کیونکہ
چین کی حق تلفی ہوتی تو [illegible] حفاظت حقوق کے
لئے کمر بستہ ہو [illegible] اور گورنمنٹ بہادر تبت پر
رحم فرماتی ہے پہلے دفعہ ۲ کا مضمون ایسا تھا کہ
تبت کی تجارت بھی گورنمنٹ کے قابو میں ہوگئی
تھی اب اس میں ترمیم ہو جانے سے آزادی حاصل
ہوگئی بلکہ گورنمنٹ نے مرام خسروانہ سے کام
لیکر خود تجارت کو فروغ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔
دفعہ ۶ کے مضمون نے پہلے تبت کو اس پر مجبور
کر دیا تھا کہ جنگ کا کل خرچہ ہمارا [illegible]
دہائی کے تین سال کے اندر ادا کر دیا جائے ورنہ ہم
[illegible] کی [illegible] ۔ اب [illegible] ادا
ادا کرنے کے لئے پچہتر سال کی مہلت دی
دی گئی ہے۔ گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ گورنمنٹ
نے [illegible] کے سو حصوں میں سے [illegible]
حصے تبت پر نازل فرما دئے۔ دیگر دفعات
میں اسی قسم کی الٹ پھیر ہے کہ جس نے [illegible]
تبت کی [illegible] کر دی ہے۔ اب بھی
اگر لامائے تبت ہماری گورنمنٹ کو عدل
[illegible] تسلیم کرے تو [illegible] نمک
حرامی نہیں۔ غالباً اب تبت ان ترمیم شدہ
دفعات کو قبول کریگا۔

خس کم جہاں پاک

معاملہ مقدونیہ نے رفتہ رفتہ ایسا پہلو اختیار کر لیا
ہے جس سے ترکی سپاہیوں کو [illegible] کا موقعہ
مل گیا ہے۔ اور دشمن کی [illegible] شرارت ترکی گورنمنٹ
کے حق میں بہت مفید ثابت ہونیکی امید ہے۔ پہلا
تو مقدونیہ والوں نے محض اس غرض سے سر اٹھایا
تھا کہ امن دوست مسلمانوں کے آرام میں خلل
ڈال کر گورنمنٹ کو ملکی تفکرات میں پھانسیں۔
مگر انہیں اس میں کوئی کامیابی حاصل نہیں
ہوئی۔ اسلئے ترکوں نے ثابت کر دیا کہ
مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا گویا بھڑ کے چھتے کو
چھیڑنا ہے۔ بیشک یہ خاموش ہیں اور [illegible]
تک خبر ہے۔ اور جہاں انہوں نے آستینیں
چڑھائیں کسی کی مجال نہیں کہ مقابلہ کا متحمل
ہو سکے۔ غرض کہ جب مسلمانوں کی تلواروں
نے انکی جڑیں ڈھیلی کر دیں تو انہیں بغاوت
کا مزہ آ گیا۔ مگر جبلی خباثت کہیں نچلا بیٹھنے
دیتی ہے۔ مثل مشہور ہے کمہار سے بس نہیں چلتا
تو گدھے کے کان مروڑے جاتے ہیں۔ جب
مسلمانوں سے ہار گئے تو لگے آپس ہی میں
لڑائی کرنے۔ اب بلغاریہ اور یونان کے
عیسائیوں کے درمیان فساد کی آگ بھڑک رہی
ہے۔ وہی لوگ جو متفق ہو کر مسلمانوں کی
تباہی کی فکر میں لگے ہوئے تھے اب ایک دوسرے
کی بیخکنی کر رہے ہیں۔ لنڈن ٹائمز کے [illegible]
[illegible] بیٹھا اور [illegible] ہم مذہبوں
کو آپس میں لڑ مرتے دیکھا اسکی حمیت نے
جوش کیا تو سارا الزام ترکی گورنمنٹ پر لگاتا ہے
کہ محض اسی خیال سے سلطنت کی طرف سے اس فساد کی
روک تھام نہیں ہوتی کہ دونوں طرف عیسائی ہیں [illegible]

کیروپٹکن سے کیا ہو سکتا ہے

پورٹ آرتھر کی شکست سے قبل تمام اخبارات [illegible]
کرتے تھے کہ روس جاپانی جس قدر چاہیں اپنی فتوحات
پر ناز کر لیں مگر ان ابتدائی فتوحات کا کوئی
بھروسہ نہیں۔ آگے چلکے انکا بھی وہی حال ہوگا
جو انگریزوں کے مقابلے میں ڈچوں کا ہوا تھا
جب پورٹ آرتھر پر جاپانی قابض ہوگئے تو
یہ خیال ہوا کہ روسیوں نے ارادتاً محصورین کو
مدد پہنچانے کی کوشش نہیں کی تاکہ پوری قوت
سے جاپانیوں کا مقابلہ کریں۔ اب سب کی آنکھ
جنرل کیروپٹکن کی طرف لگی ہوئی ہے کہ یہ فرد
لڑائی کی قسمت میں کایا پلٹ کر دیگا ممکن
ہے کہ ایسا ہو مگر آثار تو اچھے نہیں ہیں ایک
طرف فوج اس شکست سے بے دل اور کم ہمت
ہو گئی ہے۔ دوسری طرف روسی رعایا جنرل
کیروپٹکن کی طرف نظر اشتباہ سے دیکھتی ہے
خود کیروپٹکن کا رپورٹ ہے۔ کہ پورٹ آرتھر کی
شکست نے روسی فوج کی کمر ہمت توڑ دی ہے
وہ سمجھتے ہیں کہ جاپانی قوت کا اندازہ اسی
سے لگ سکتا ہے کہ ایسے سخت اور محفوظ
قلعے پر بھی وہ قابض ہو گئے پھر ہم کیسے انکے
مقابلہ کی تاب لا سکتے ہیں۔ بہتر اسی میں ہے کہ
لڑائی موقوف کر دی جائے۔ غرضکہ کم ہمت ہو کر
کیروپٹکن نے گورنمنٹ سے مزید امداد طلب کی
تو رعایا نے گڑ بڑ مچائی کہ اس جنرل نے اب
تک کیا کیا ہے جو آئندہ کچھ کر دکھائیگا مفت
میں فوج کو کٹوانے سے کیا حاصل۔ مخالفت کا
یہی حال رہا۔ اور کیروپٹکن کو گورنمنٹ [illegible]
[illegible]
[illegible]

معرکہ آرائی

نہیں ملتا کسی مضمون میں ہمارا مضمون
طرز اپنا ہی جدا سب سے جدا کہتے ہیں

یار وفادار پنچ بہادر تمہارا باغ جوانی ہمیشہ ہرا بھرا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے تم بے خبر نہیں پھر میں کیا سناؤں۔ وہی تمہارا سنا سنایا قصہ۔ اپنی بھاکا میں سناتا ہوں۔ روس اس دنیا کے تھیٹر میں جو ایکٹ ہو رہا ہے۔ اسکا تماشہ دکھاتا ہوں پچاس عدد یکا معقول بھی کیسا ٹھیک ٹھیک اترتا ہے۔ یہ مانتہ ہو کم نرسی ہو زیادہ۔ روس جو ادنکا معقول ہے گر ہر کو نجات کہتر بہتر " دیکھو کیسا سچا ہے روس جو دنیا کے چھٹے حصے کا مالک ہے وہ مارا گیا ایک ادنیٰ سے جاپان سے ۔ ع تکبر وہ بری شے ہے کہ خوشا ٹوٹ جاتی ہے۔ میان روس جب بے بس ہو گئے۔ منھ کی کھا گئے۔ پٹ گئے تب گر وزراء کی مجلس میں بیٹھ کے ہاتھ ملنے۔ بسورے بسورے یوں کہنے " ایک دغاباز دشمن نے شب کی تاریکی میں حملہ کر کے میرے بیڑے کو پارہ پارہ کر دیا۔ سچ ہے یہ سچ ہے۔ اب رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اس مدرنگ کو کوئی نہیں دھیان میں لانے کا۔ بس رہے بیگم جی گرش دل سے سینگی۔ ابھی کے پاس دل کھول کر رو دو۔ دہی خوب تمہاری تسلی و تشفی کریں گی۔ افسوس چنگیزی کا فسانہ درد و غم سنا یا تو ہولے وہ بھوت ہوتا ہے: دشمنی ہوئی ہے بہت کہ کوئی نہ پہنچے ایسی بگاڑ باتیں ہمارے میاں روس کو کبھی جوش ہیں مگر سمجھتے ہیں

بڑی دور کی اڑاتے ہیں بڑی دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ آپ پر خواب پریشان دیکھا کر انگلستان جاپان کی پیٹھ پر ہے۔ تو آپ نے انگلستان کو اپنی ٹکر کی میں لانا چاہا اور ہندوستان پر دھاوا بولنے کی دھمکی سے ڈرانا چاہا۔ اور یہ نہ سمجھا کہ شیر انگلستان بھلا ان روباہ بازیوں کو کیا دھیان میں لانے والا۔ جب دو دن کا بچہ جاپان نے چھٹی کا دودھ یاد دلوا دیا تو بچارے بزرگ باران دیدہ انگلستان تو ایک لات میں کس بل ہی نکال دیگا۔ میان روس صاحب ہندوستان کو گھر کا خوان نہ سمجھو۔ ذرا آئینہ دل میں اپنا منھ تو دیکھو۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ انگلستان کی حکومت ہندوستان میں بہت مضبوط ہے۔ تمہارے ایسے ایسے چار باپ پوت آویں تو اسکا بال بیکا کند نہیں ہو سکتا ہے۔ انگلستان یہاں تلوار کے زور سے نہیں بلکہ قانون انصاف سے حکومت کر رہا ہے۔ بیس تیس کروڑ خدا کی مخلوق اس کے زیر سایہ آرام سے زندگی بسر کر رہی ہے۔ یہاں کا ایک ایک بچہ اپنے فرمانروا کے لئے خون بہانے کو تیار ہے۔ تمہاری تو دہی شل ہوئی۔ کر ڈھیا ڈرا دے عذر کرے سو وہ جھگڑتے ہیں جب رقیبوں سے تو تمہیں جھکو سان لیتے ہیں:

اور کچھ سنا میاں روس کی عقلمندی جب آپنے دیکھا کہ کوئی بھی میرا ساتھ نہیں دیتا۔ تو جھٹ دوات قلم نکال ایک چٹھی سلطان المعظم عبد الحمید خان کے نام روانہ کر دیا اور میں آپنے بہت کچھ دکھڑا رو دیا تھا۔ اور چاہا تھا کر اپنی مکاری و عیاری سے انکو دام تزویر میں لے آویں۔ اور میں بہت کچھ اپنی دوستی کا دم بھر گیا تھا۔ اور بہت کچھ وعدے کئے گئے تھے۔ وہ خط کا بیکو تھا۔ بچوں کے پھسلانے کی پڑیا تھی سے اسکی خبر ہو چکی ہیں دل میں اسی بات کا جہاں بہ جگر آرہے ہیں آج جبہ ہمارا بہ مکروں اور بے وفائیوں کے ہمارے سلطان نے کیسا تکاسا جواب دیا ہے کہ بچہ۔ وہ بھی کچھ سمجھتے ہوں گے۔ سلامیں تو ان باتوں کا قائل ہوں مرے خط کا جواب جسقدر ہے مختصر ہے جسیدہ بے پیچ ہے۔ وہ کاہکو بھلا انکی چکنی چپڑی باتوں میں آنے والے تھے۔ ایسا برجستہ کلہ توڑ۔ جچا۔ تلا عاقلانہ منھ بانہ جواب دیا ہے۔ باتوں ہی باتوں میں ہانگ ماری انگلی پھیلی چاپانا زبان کر جتا دیا ہے۔ صاف کہدیا ہے کہ سلطان فریب دغا میں کی کہاں تک ہے ہزار جال کی وہ ایک چال کرتے ہیں بیچ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔ آخر دشمن کے منھ سے بھی دبی دبائی ترک کے الفاظ نکل آئے۔ مگر میاں روس تم کو شرم نہ آئی جس سلطنت کو مریض کہتے تھے آج اسی سے مدد مانگنے بیٹھے۔ تف بر تو تف بر حال تو۔ سلے ڈوبنے میں عزت شرم میں غیرت والے: ڈوب مرنے کی ہے جب آئے تو دریا کیسا:

وہ مارا۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کا بول بالا ہے۔ دشمن کا منھ کالا ہے۔ ہمارا سر پر انگریزی جھنڈا لہلہانے لگا۔ رنگ اپنی مونچھیں پر تاؤ دے ہی رہے۔ اور ڈنکے کی چوٹ فتح کر لیا گیا

دو دست جبتک کہ خدا ہے نہیں پروا کسی:
کیا کریگا کوئی حاسد مرا دشمن ہو کر:

اسی دنگا مشتی اور چھینا چھپٹی سے دم میں ناک آگئی۔ اب کچھ دوسری کہتے ہیں۔ دل ہو جس کو خوش کوئی ایسا فسانہ چاہئے:

آسمان کو معلوم کیا ہو گیا ہے کہ اوسنے بے وقت پتھر برسانا شروع کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے بھی روس کا حال زار دیکھ کر صبر نہ ہو سکا۔ اور وہ ہزار ضبط کرتا ہے مگر آنسو تھمتا ہی نہیں۔ آنسو کے بدلے پتھر رونے لگا۔ دیکھو روتا سو جہاد

کاشت تھا ۔ روس آخرت باعث خونریزی اسکا خمیازہ لیا سالہا سال کا شکار بیٹھے نظر نہیں آتے۔ ایک طرف آسمان روس کے حال پر رو رہا ہے دوسری طرف چین کا نصیبہ کہ جاپان روس کی بربادی پر قہقہہ لگا رہا ہے۔ ود جاپان کی کامیابی پر خوش نہیں ہیں ۔۔ ور خونریز لالان چین جاپان کی فتح پر مبارکباد گا رہے ہیں۔ اب ہم بھی جلکر اپنے جگر خوش فرمائیں۔ یورپ اور امریکہ تو جاپان کے پنجے میں پھنس ہی گیا۔ اب ہندوستان پر جاپان کا پنجہ ہوگا اور ہندوستان دھرتی کا دونا لیکر حاضر ہوگا سو اب جا رہا ہوں کیونکہ سے میرے پیر ٹوٹ گئے اگر خدا لایا!

راقم

ابو الامکان دیسنوی بہاری۔

منشیانہ گھبراہٹ (۲)

ایک جگہ منشی جی دو ٹوک کریں وہ لکھتے ہیں کہ کانگریس سے ہندوستانیوں کو ہمدردی ہے اور ہندو مسلمان کا دریچہ کھولا تو کانگریس کے بالکل ہی مخالف ہیں۔ بھئی سچ تو یہ ہے کہ کانگریس کے منڈپ میں بھی یہی تماشا نظر آیا۔ شاید ایک آدم انگریز تھا۔ ایک آدم پارسی۔ ایک دو ہندو اور ایک آدھ مسلمان۔ کمبختوں نے کمال یہ کیا تھا کہ بارہ تیرہ ہزار موم اور مٹی کی مورتیں بنا کر پارسیوں ہندوؤں انگریزوں اور مسلمانوں کے لباس پہنا دیے تھے اور ایک طرف تو تمام دنیا کو اور دوسری طرف گورنمنٹ کو دھوکا دیا کہ بارہ تیرہ ہزار آدمی جمع تھے۔ یہ کانگریس والے بھی ویسے ہی شریر ہیں مگر شاید یہ نہیں جانتے کہ منشی جی گھر کے بھیدی لنکا ڈھانے والے سب کچھ دیکھ بیٹھے ہیں اور سمجھ بھی بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ منشی جی نے سر سید نیچری کی انجمن حمایت کا خود نہ پہنچنے کا افسوس بھی ظاہر کر دیا کیونکہ انہوں نے بھی معلوم ہو جائے کہ سر سید نیچری بھی ملاقات ہے۔ اور یہ نہ کیسے لکھتے وہ نہ ادا کی میں جو فرق آ گیا ہے۔ ایک جگہ منشی جی کو ہنسی بھی آ گئی۔ تعجب ہے کہ بارش کیوں نہیں ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر ہیوم کے کہنے پر کریں کا ایک جدید مولوی شریک کانگریس ہوا جس پر بڑی تشویش ہوئی۔ آخر معلوم ہوا کہ وہ جدید مولوی واعظ روزنامہ حاجی شیخ حسین شیخ چاند جنبیر تھے۔ بس اسپر منشی جی کو ہنسی آگئی کہ ایک دنی عالم کو جدید مولوی کیوں لکھا گیا۔ مسٹر ہیوم کی نالائقی کو دیکھئے کہ مسلمانوں کے واعظ و دنیا کو جدید عالم کہتا ہے۔ اور منشی جی کی اصلاحی پر دیکھا کو دیکھئے کہ ایک مسلمان واعظ کو جدید مولوی کہنے سے برہم ہوگئے ہیں۔ کیا علم ہے کہ عربی فارسی تو خیر ادھوری اور اردو جاننے پر منشی جی منشی کہلاتے ہیں۔ اور حاجی شیخ حسین صاحب واعظ روزنامہ ہونے پر بھی مولوی نہ کہلائیں۔ پھر منشی جی لکھتے ہیں کہ اگر حاجی شیخ حسین صاحب نہ جاتے تو مجھکو مولانا مولوی ہدایت اللہ صاحب فاروقی پر شرکت کانگریس کا گمان ہوتا۔ مولانا ذرا خیال کرنے کی بات ہے کہ منشی جی کے نزدیک شرکت کانگریس نہایت ہی بری چیز ہے اور موافقین کانگریس کو منشی جی بالکل ناسمجھ اور بد چلن اور کیا اور کیا سمجھتے ہیں اور پھر اوس شرکت کا گمان اونکو بھی کے سرمایہ ناز اور مسلمانوں کے فخر جناب مولانا مولوی ہدایت اللہ صاحب فاروقی پر تھا۔ خدا جانے منشی جی کو کیا خبط ہے کہ جو جی میں آتا ہے لکھ دیتے ہیں مگر انکی یہ بیہودہ حرکات بعلی اور نا فہمی کی وجہ سے ہے نہ وہ الفاظ کا مناسب استعمال جانتے ہیں اور نہ خیالات کی شستگی سے اونہیں لگاؤ ہے۔ جس بات کو دیکھو مہمل اور جس فقرہ کو دیکھئے گو نشتر سے چبھتے ہیں لیکن دنیا میں تو جو وہ جیسے ہیں ویسے ہیں مگر بزرگان دین سے بیادبی آخرت میں بھی روسیاہی کا باعث ہوگی۔ خدا منشی جی کو سمجھ دے۔ منشی جی کہتے ہیں اب ایک رسالہ مجھے لکھنا پڑیگا۔ منشی جی! ضرور ضرور لکھئے۔ کچھ ان دو خطوں سے قابلیت قدر بالا معلوم شد۔ اور کچھ رہی سہی رسالہ سے معلوم ہوگی۔ اخیر میں منشی جی قاضی جی کو کونسل کی ممبری کی کوشش کا طعنہ دیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ علم و عقل نہ ہو تو آدمی بہبات میں ٹھوکر کھاتا ہے۔ کیوں صاحب اگر کونسل کی ممبری کی کوشش کی تو کیا گناہ ہوا۔ آدمی شریف ہو۔ تعلیم یافتہ ہو قوم میں ممتاز ہو۔ حکام رس ہو تو ممبر کونسل ہو سکتا ہے۔ اسپر قاضی صاحب نے کانفرنس اور کانگریس کی خدمت کر کے اپنے کو قوم اور ملک کا ہمدرد بھی ثابت کیا ہے۔ انجمن اسلام کے وہ جیسے سکرٹری ہوئے ہیں۔ حتی الامکان اونہوں نے انجمن اور قوم کو فائدہ پہونچانے میں بہت کچھ کامیابی حاصل کی ہے۔ بمبئی میونسپل کارپوریشن کے بھی وہ ممبر ہیں۔ اور بقول ہندی پنچ بڑے لائق ممبر ہیں۔ اونکی بلند حوصلہ طبیعت نے اگر یہ چاہا کہ ہم کونسل میں پہنچکر قوم کو اس سے زیادہ فائدہ پہونچائیں یا منفع حاصل کریں تو کیا بری بات ہے۔ انتخاب کے لیے کوشش کرنا مہذب دنیا میں برابر رائج ہے۔ بمبئی میں کارپوریشن کے انتخاب کے وقت امیدوار جو جان توڑ کوشش کیا کرتے ہیں ہماری پریسیڈنسی کانفرنس کے موقع پر جناب نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب نے بھی سعی کی تھی افسوس کہ ناکامیاب رہے

لندن میں بھی پارلیمنٹ کے انتخابات۔ تیسرے بڑے بڑے
قابل لارڈ امداد و اعانت حاصل کرنے کے لئے
منتیں کرتے پھرتے ہیں۔ غرض قاضی کبیر الدین
ہوئے یا نواب زادہ نصر اللہ خان ہوئے یا خلیل
کے سے اور ہونہار لایق نوجوانوں کا تو یہ حق
ہے کہ وہ اپنی ترقی کے معراج کو پہنچنے تک کبھی
چین سے نہ بیٹھیں۔ ایک دفعہ ناکام ہوئے۔ تو دوسری
دفعہ کامیاب ہوں گے۔ دوسری دفعہ نہیں
تیسری دفعہ۔ ایک دو پرانے بڈھوں کے بعد
یہی دو چار نوجوان ہیں جو مسلمانوں کی بزم کی رونق
و زینت کا باعث ہوں گے یہی لوگ آخر کامیاب
ہوں گے۔ اور اس پریسیڈنسی کے مسلمانوں کی
کشتی کے ناخدا بنیں گے۔ جس مسلمان کو ذرا بھی
بشرطیکہ منشی جی کی سی طبیعت نہ رکھتا ہو یہی
کہیگا کہ گورنر صاحب کی کونسل میں مسلمانوں
کی طرف سے وکیل یا قاضی کبیر الدین ہوں گے
یا نواب زادہ نصر اللہ خان یا حسن میاں شرف الدین
خلیل باکرائی اور ایسا ہی مسلمان نوجوان۔ مگر
منشی جی اسکا اطمینان رکھیے کہ اس عہدہ کے لئے
آپ پر تو کسی کی بھی نظر نہیں پڑتی۔ خدانخواستہ
اگر یہ دو چار نوجوان ناکامیاب بھی ہوں تاہم
آپ تو کسی طرح کسی پہلو سے اس عہدہ کا خیال
تک نہیں کر سکتے ہیں۔ ع در ہما از جان شود معدوم
مثل مشہور ہے۔ شد بمقدار علم اور نام بمقدار عقل۔
منشی جی نے اتنا لمبا چوڑا نام لکھکر اپنی عقل و فہم
کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ خیر یہ مذاق تو
ہو چکا مگر اصل کی بات یہ ہے کہ بنگلور مسلمانوں
کی پولیٹیکل ایسوسی ایشن کا بڑا خوف ہے اسکو
کہ یہی سراپا علم و عقل منشی جی اوس کے سکرٹری
ہیں۔ اور انجمن کی سچ یا جان سکرٹری ہی ہوا
کرتا ہے۔ کیا اسی علم و عقل اور معلومات پر انکیفر

سر فیروز شاہ مہتہ آنریبل مسٹر گوکھلے۔ سرینڈرا ناتھ
بنرجی اور سر ہنری کاٹن وغیرہ وغیرہ جیسے زبردست
لوگوں کا مقابلہ کیا جائیگا۔ اور وہ سر لیٹرف لارڈ
کرزن جیسے عالی دماغ مدبر کو مسلمانوں کے حقوق
دینے پر مجبور کیا جائیگا۔ مسلمانوں کی شرم و
آبرو بس خدا ہی کے اختیار ہے۔

مراق

اگر خاموش بنشینم گناہ است

ترسم آن قوم کہ بر دُردکشان میخندند
در سر کار خرابات کنند ایمان را

نمبر (۲)

کوئی شریف تو اپنی عمارت پر چھلکر سلیون بنا ہوا
کسی کو اچھا ہی نہیں لگتا۔ اور کوئی غیرت کا مارا
سفلی باتوں کو اختیار کرکے آنے والے حال کی فکر میں
سرگرداں و پریشان ہے۔ کسی نے ان باتوں کو کسر
شان سمجھا اور الکاسب حبیب اللہ پر عامل
ہوا۔ تو پیرزادہ بن بیٹھا۔ اور سارے شہر کا چیفی
"امتحان میں پورا اترے یا نہیں" ہو گیا۔ اور اس
کسب کی آڑ میں وہ وہ ہتھکنڈے کئے کہ ٹھگوں
کی بھی ناک کاٹی۔ ایک مسجد و خانقاہ بنالی۔
اور تمام دنیا کے عجوبات دلپسند پر قبضہ کر لیا
جب دیکھو راجہ اندر کی بیٹی پانچ پیسہ کی فلیتہ
پر ہوگوں کے محاصرے میں اری باندھی انکی
پاس چلی آئی۔ اور اندر کا اکھاڑا سونا کرکے
اون کے دبدبا پر ناچ دکھاتی ہے۔ ایسے
غیرت۔ ڈھیٹ سے تماشے اونکی ہر ادا پر گرگٹ کی
طرح گردنیں ہلانے والے جنے۔ ناچ سے ایسا
لبھا گئیں جیسے لاحول سے شیطان مگر تعزیہ کے
بانکے رنڈوں کا ناچ نکے لئے معنی نہیں۔

بی بی رحمیا جان ربی حیدو جان پر شباب ہوگا اونکا
ناچ اور گانا سننا خلاف شریعت محمدی ہے مگر
عجائب ذکر اوں سے ناچ گانے اور فحش کلمات سب
سب جائز۔ اف تیری پارسائی پر تین حرف۔
افسوس زمانہ نے ایسی کروٹ بدلی ہے کہ
اسلام کے نام لیوا شریف اپنا اعتبار بھی کھو
بیٹھے۔ اگر شادی کی تو ایسی اونہ دین
مہر قرار دیا تو ناکہتے دم تک ادا نہ ہو کے
ایک لاکھ ۲۰ ہزار سے اگر ایک خرمہرہ کم ہو تو ایسا
چراغ پا ہو جائیں کہ شادی نہ شادی۔ بات بگ
بگڑ ہی۔ کیوں میاں جی کیا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ
عنہا کا یہی دین مہر باندھا گیا تھا نعوذ باللہ
من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔
کیا اونکی عزت و توقیر تمہارے دلہن کی برابر
بھی باقی نہیں تمہاری صاحبزادیاں ایسی سونے
کی چڑیا تو نہیں کہ اون کے اتنے دام لگیں۔ خیال
رکھو کہ یہ دین مہر ہے دانہ دام نہیں کہ خوشتر کو
قفس میں پھنسا رکھو۔ شادی کی رسم و رسومات
ایسے اگر وہ اختراع کرلے کہ کسی پیغمبر کے خواب
میں بھی نہ سوجھا ہوگا۔ شادی کیا ہوئی نوشہ
پچانسا گیا۔ اگر لڑکی نے تھا پہنی تو وہ رہن ہو گیا
گیا۔ اچھا کچھ مضایقہ نہیں۔ دلہن کا جوڑا کیوں
کا مذہب پر رکھا جاتا ہے۔ اس جوڑا بازی سے
کیا مطلب۔ مطلب یہی کہ جس طرح بیل محنت کرکے
کھاتا ہے۔ اور اپنے مالک کو کھلاتا ہے اور سمجھ
نیا بندہ بھی اپنی بی بی کا کوئی کسب سے شکم
بھرے۔ خوب۔ کیوں نہ ہو جیسے شیر تھا ایں
کارراز تو آید و مردان چنیں کنند۔ اور آنکھ
پر کولہو کے بیل کی پٹی اور پیر میں گھنگرو کی جھن
کیوں لگائی جاتی ہے۔ بس اسیلئے کہ کہیں بھاگ
نہ جائے۔ بلکہ بیل کی طرح بی بی کے کولہو میں

بند جاتا ہے۔ اور گرجے کی چلتی پھرتی کی تو زبان اور
ماہرو مضمون تو ضمیمون کرتا ہے۔ بہت صحیح
اور کسمنٹ میں آتا ہے۔ لیکن میونسپلٹی فنڈ کو
نہ جانے گا۔ یعنی رعایا اس واسطے جلا جان۔ بند ہوا
سب کی تا ڈال تو بھی نظر سے دل بند ہوا کا قصور بڑی
جو ہے۔ [illegible] وہ پی چیز پڑی تو من موہنی بڑی ہے
ورد کیسا ہی آوے گا کیون نہ ہو۔ اور وہ دلہن کیسی
بھی پر سود [illegible] جادوگر کی [illegible] نہ ہو گئیں
وہ وہ ایسا لغو ہو جائیگا۔ کہ جہیز نہ اور طلاق و نیاز
در کنار ہمیشہ کو [illegible] میں بیٹھا رہیگا۔ اور وہ دو سے
مرنے لگیگا۔ اور ہمیں سہانا تو یہ ہے کہ کسی انگل
ہی کو مسلط کر دو۔ سارا اندیشہ بھی رفع ہو جائیگا
اور بہرہ [illegible] مگر ان پیشبندیون پر
بھی کوئی بہرہ صاحب ہے مگر یہاں [illegible] تو کمشنر
کرتے ہیں [illegible] نکلیں گے۔ افسوس
[illegible] کمشنر [illegible] مسلمانی۔ غرض یہ کہ
[illegible] ملاقات داخل سلام کرتے
گئے مین کہ ایک کا بیان مضمون کو طویل
کرونگا۔ اور شادی کیا [illegible] بات کرنا [illegible] تار
تو خالی از خرابی نہ ہونگے۔ مجرم کیا [illegible]
کے بچون سے [illegible] ملنے آگئے۔ کوئی
شریف زادہ تو وہ [illegible] ہے۔ اور کوئی [illegible]
بچہ [illegible] کرتا ہے) کبھی [illegible] خوب [illegible]
چلیں گے اور [illegible] مطلب ایسی حالت میں
اسلام [illegible] نہ ہو تو کیا ہو۔ اور شریف زادے
[illegible] میں مبتلا ہو۔ [illegible]
اور [illegible] اگر [illegible] کی اور
سے برگشتہ [illegible] اسلام کا کہیں ٹھکانا
رہیگا۔ اور پھر [illegible] جائے دن [illegible]
[illegible] کیون [illegible]
[illegible] فرمان

برادر خورد تر کمشنر بیکنڈ:

الراقم

دودِ آہ سینۂ سوزانِ من
سوخت این افسردگانِ خام را

بقلم

سعید دوست [illegible] غضب الانقلاب کا [illegible]

چار دن کی چاندنی

میں دیکھتا ہوں کہ میونسپلٹی اگر اپنی حالت جلد
نہیں درست کرتی تو شاید خدا میاں کو رعایا کی
حالت پر بہت جلد زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت
ہو جائیگی۔ کیونکہ میونسپلٹی کی خودسری رعایا کو
خاک میں ملا رہی ہے۔ دیکھنے میں تو ماشاء اللہ
چشم بد دور ایک سے ایک سردار عالی تبار ہیں
اور آئندہ انکی تعداد کی ترقی کی امید میں ہر سال
ہوتی جاتی ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اپنی ابتدائی
حالتوں کا مطلق خیال کرکے اپنے کو پابند
قواعد منضبط نہیں کرتے۔ اور اونچی حکومت
کے ایام لہو ولعب میں گذر جاتے ہیں اور بیچارے
[illegible] کی طرح [illegible] میں وقت کاٹتے
بیٹھے ہیں [illegible] اپنی ذمہ داری پر جسے گورنمنٹ
نے اپنی خاص عنایات سے رعایا کی حالت پر غور
و فکر کرنے کے لئے عطا فرمائے ہیں مطلق
نہیں خیال کرتے یہانتک کہ [illegible]
کی طرح سر پر آن کھڑا ہوجاتا ہے اور عالم نزع
کا [illegible] تن تن گھوم جاتا ہے۔ اور [illegible]
کوئی انجمن کا دامن تھامے اور کوئی پاجامہ
کستا ہوا قیس و عاشق کی طرح پریشان خیال
وادی اضطراب میں سرگردان و پریشان نظر
سنبھالتے [illegible] کی گردانی کرنی شروع کر دیتے
ہیں اور چند جلسہ [illegible] کی طرح بنا کر رعایا کے

درون میں خوشامد و چاپلوسی سے قابل [illegible]
پنچون کی فکرین کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ اور
اشارے اگر [illegible] مراد ہو جاوے تو [illegible]
کا سبق یاد ہونے لگا۔ تو [illegible] کا دم
کسا۔ تو وہ چہرہ پر سرخی اور [illegible] کا اثر نمودار
ہوا۔ پگڑی سنبھالکر ہوں ہاں کرنے لگے۔ رعایا
پر ظلم کا دروازہ کھل گیا اور [illegible] اور ہمدردی
کا خیال جو سال کے لئے [illegible] طاق پر
چھوڑ کر سرخرو ہو گئے۔ [illegible] میونسپلٹی کو
دوزخ کا نمونہ بنا چھوڑا۔ کام سے کام تمام
کیا ہے کمشنر تو کیا ہے [illegible] وہ کسی
کے کمشنر ہوں۔ سال میں دو مرتبہ [illegible]
نشان تو نکلنے لگے۔ اب [illegible] رعایا کا خیال
[illegible] میونسپلٹی پر [illegible] جہاں کہیں
کھیلیں [illegible] بقالوں۔ ٹھیکہ داروں سے
ڈالی پر ڈالی ترکاری پر ترکاری وصول
ہونے لگی۔ [illegible] کا سبق
از بر ہوا۔ حکام وقت سے ہاتھ ملنے لگے۔ [illegible]
گاڑی بانوں اور بھنگیوں [illegible] پر حکومتیں ہونے لگیں
گھر کی صفائی اور سواری مفت میں ہاتھ آئی
اگر کوئی مفت کام کرنے کے لئے نہ تیار ہوا۔ تو
ڈانٹ کر کہ ہم میونسپل کمشنر ہیں چالان کرا کر
[illegible] ٹوپی پھروا دینے لگے۔ افسوس
ہے کہ اس بے خوابی اور بے پروائی سے۔

ہم رعایا کا انجام جو وابستہ ممبران کی رائے پر
ہے خراب ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ [illegible]
کی قدر تو ممبر صاحبان کو چیونٹی تک نہیں گی
نام سے الفاظ کے کوسوں دور ہٹتے چلے گئے
ہیں۔ اگر کسی ملازم میونسپلٹی پر [illegible] وارد
ہو گیا تو [illegible] کے لئے وہ ممبری [illegible] اکتفا
کرتے ہیں۔ کریں کیا۔ [illegible] زیادہ در ہے

البتہ اہلہ پنچہ کرنے میں خوب مہارت پیدا کی ہے ڈکارنے کا اتنا محال ہے۔ جو کھایا پیٹ میں رہ ہضم ہوگیا۔ ڈکار کی ضرورت ہی گیا ہے۔ کیا یہ کوئی مشکل بات ہے کہ اگر ممبر صاحبان لپٹے اوقات سے تھوڑے وقت میونسپلٹی کے کاموں میں بذات خود صرف فرمائیں تو روزی میں خلل پڑ جائے بلکہ میرے خیال میں ملکوت میں ترقی ہو گورنمنٹ بہادر کو فائدہ کی مدیں ہاتھ آئیں۔ اور خود بھی پانچوں گھی میں ہو۔ یہ خوش ہو وہ راضی یہ یک کرشمہ دو کار۔ جو دس ملکر کھاتے ہیں وہ آنجناب کے ہاتھ لگے۔ چکنے ہاتھوں سے سوچو پیر چلک پیدا ہو۔ اور اگر فرصت اپنے کاموں سے ممبر صاحبان کو نہیں تو مفت پچیلی کھانیوں کی عزت کی تلاش کیوں ہے۔ اپنے سے دوسرے کو کیوں جانا جائے۔ ہمارے معاملات ختنوں کی رائے پر موقوف کیوں کریں۔ اور فائدہ کی نظر سے لا زمان و رعایا پر اٹی چیری کیوں ریتی جائے۔ وہ علا میں ہمارا آشیان کیوں ہو۔ اگر کسی ملازم نے کسی کی شکایت کی تو دشمنی پر آمادہ ہو گئے بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کی فکر ممبر صاحبان کرنے لگے۔ رسولی کا مستول ہاتھ لگا۔ یا خانہ گھر کی تہ آدینے کا حکم صادر ہوا۔ مقدمات کرتے گئے۔ بخسالی رقم پر نشان ہو لیے۔ پھر فرمائیے

تو تھجیان چون شود بہرن کجا مانند تجسیانی
چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

غرض نہ لیے سکہ نہ ... سکہ ہے یہ کہ ہندوستانی کی حکومت اگر خراب ہوتی تو ایسا سایۂ عاطفت گورنمنٹ کا ہم لوگوں کے ہاتھ کیوں چڑھتا۔ خوش نصیبی ہے تو ہماری شک نہیں لیکن پنچایتی علمداری مضمون غائب کردیا۔ رحم ۔ رحم ۔ رحم

راقم ۔ رفیع الخیال بنارسی۔

زینت شباب

خضاب والوں کی لن ترانیوں اور شائقین خضاب کی شکایتوں سے ناک میں دم آگیا تھا۔ کسی کی تو یہ شکایت تھی کہ چند ہی روز میں رنگ بھورا پڑ جاتا ہے اور کسی کی یہ شکایت تھی کہ اگر ایک ہفتہ لگا بھولجائیں تو داڑھی شریف پر ایسی خاک اوڑنے لگتی ہے کہ جیسے کسیکے چہرہ پر وقیانوسی رنگ کی پھٹکار پڑ گئی ہو۔ اور یہ شکایت تو بالعموم تھی کہ شیشی نمبر اول کی بدبو بھی نمبر اول کی ہے۔ بال تو کالے ہوجاتے ہیں مگر دل بھی جل کے کالا کوئلہ ہوجاتا ہے۔ غرض یہ کہ متواتر شکایتوں نے مایہ ولت کے دماغ کو بھنا دیا۔ آخر گھبرا کے خود اس فکر میں مستغرق ہوگئے۔ مثل مشہور ہے جو ینده یابنده۔ خدا کے فضل سے ہکو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی۔ ہمارے نزدیک جھوٹی تعریف چیخی بگھیرن اور نطفہ حراموں کا کام ہے۔ سارا زمانہ جانتا ہے کہ اگر لاکھ روپیہ کا فائدہ ہو تو انشاء اللہ تعالےٰ بے بنیاد فقرہ اپنے قلم سے ہرگز نہ نکلیگا۔ لہٰذا ناظرین کے اطمینان کے لیئے صرف اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ ہمارے خضاب نمبر اول کی بدبو بہت بلکہ نہایت کم ہوگئی ہے۔ اور پھر خوبی یہ کہ تمام خضابوں سے ڈبل یعنی شیشی ایک ایک اونس کی۔ اور قیمت ایک روپیہ ایک آنہ محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنہ۔ پسند نہو تو واپس کردو۔

خضاب لاجواب

لیجئے نور شاہ کا خضاب۔ اس کے افعال کے ہم ذمہ دار نہیں۔ قیمت تین بکسوں کی دو روپیہ

المشتہر

منیجر پیچ بہادر بمبئی

سچا کارخانہ عطر و پھلیل

جو کہ مدت دراز سے جاری ہے۔ پتہ کارخانہ یہہ ہے۔ بینی رام مولچند ٹھیکیدار پھول مالک کارخانہ عطر کوٹھی کلہور شہر قنوج ضلع فرخ آباد جو صاحبان اپنا نام و نشان اور پورا پتہ تحریر فرمائینگے انکو عطر کی فہرست بلاقیمت روانہ کی جائے گی۔ منگا کر دیکھو۔ فقط۔

کوک شاستر

بہمہ اوصاف۔ بخط اُردو۔ باتصویر ہمارے یہاں ملتا ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲؍

المشتہر

برجباسی لال۔ کتب خانہ نمبر ۳
سیان گلی شہر جہانسی

کارخانہ عطر فرحت المشام قنوج

میں ہر قسم کے روغنیات ملسکتے ہیں۔ عطر گلاب مرکبہ ۸؍ روپیہ تولہ۔ دروغنیات مرسی رنگ مفصل فہرست طلب کرنے پر مفت روانہ ہوگی۔ جو صاحبان منگوائیں اپنا نام و پتہ صاف تحریر فرمائیں۔ درخواست بنام حاجی قدرت اللہ و عبد الشکور تاجر عطر قنوج محلہ تاہگنج متصل مسجد ہونا چاہئے۔

مجموعۂ صنائع نادرہ

منتخبات باقری ہر دو جلد مع فرہنگ قیمت ۱؍ محصول ڈاک ہر شخص محمد باقر جگلمانی سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلو پی ایبل مل سکتی ہے درخواست میں پتہ صاف خط نستعلیق ہونا چاہئے۔

جاسوسونکی رپورٹ غائب

جاپانی سپہ پر جنرل کروکی کے کیمپ سے روئٹر کا نامہ نگار بذریعہ تار برقی خبر دیتا ہے کہ میدان جنگ کی ہوا مین غضب کی تنگی پیدا ہوگئی ہے۔ سخت برفباری سے سپاہ کا گذر رکجاتی ہے۔ عنقریب کسی جنگ کے برپا ہونیکے آثار نہین ہین کھلے میدانون مین سپاہ کو سخت جاڑے نے ادھموا کر دیا ہے۔

ایک تازہ خبر مین ظاہر کیا گیا ہے کہ سینٹ پیٹرزبرگ کے جدید گورنر جنرل موشنو ٹریپوف نے بلوائیون کے سرغنہ پادری گورگی اور دیگر چار شخصون کو پھانسی دینے کا فوری حکم نافذ کیا ہے۔

ماسکو کے پولیس کمشنر نے خاص اپنی جانب سے دور دور تک اس مضمون کے اشتہارات چسپان کرا دئے تھے کہ موجودہ شورش جاپان اور برطانیہ نے مالی امداد دیکر برپا کرا دی ہے۔ اسکی وجہ مین کمشنر صاحب بیان کرتے ہین کہ یہ تو صرف عام بلوائیون کے جوش فرو کرنیکی حکمت عملی تھی۔ دراصل جاپان یا برطانیہ پر اتہام تھا۔

گذشتہ ہفتہ کو روسی مقام وارسو مین بلوائیون مین سخت جوش پیدا ہوگیا تھا۔ شہر کی نامی گرامی دکانین پر مفسدون نے دھاوا کر دیا تھا۔ دن بھر لوٹ مار کا بازار گرم رہا۔ اکثر دکانین لٹ گئین۔ اور بعد دکانون مین آگ لگا دی گئی۔ سوار سپاہ نے بلوائیون پر آزادانہ گولیان چلائین۔ شہر مین بھی بندوق [illegible] سپاہ نے [illegible] دن اور [illegible] وغیرہ گولیان چلائی گئین۔

وارسو کے گورنر جنرل [illegible] اور دیگر [illegible] افسرون پر روسی سپاہ نے متفرق مقامات پر [illegible] کر دئے گئے۔ [illegible] قونصل کے گھر پر تلوار کے بڑے زخم دکھائی دیتے ہین۔

مسٹر چارلس نے ایک تازہ نوٹ مین روسی گورنمنٹ کی توجہ ماسکو کے پولیس کمشنر کے ایک اعلان پر مبذول کرانا چاہی ہے۔ کہ اس نے باوجود متواتر مخالفت کے ابتک صرف برطانیہ کے بدنام کرنے کی غرض سے بندرگاہ لیباؤ مین بھی اعلان چسپان کرا دئے ہین۔ کہ موجودہ شورش محض برطانیہ و جاپان کی متفقہ کوشش اور در پردہ بلوائیون کے سرغنہ کو مالی امداد دینے پر برپا ہوئی ہے۔

اخیر مین برٹش سفیر نے گورنمنٹ روس کو تاکید کی ہے۔ کہ اگر اب بھی اس امر پر غور نہ کیا تو تعلقات مابین روس و برطانیہ کشیدہ ہو جائینگے۔

روسی جنرل گنیبرگ ایک تازہ خبر مین ظاہر کرتا ہے۔ کہ روسی سپاہ پر جاپانی لشکر نے جان توڑ کر حملہ کر دیا تھا۔ روسی تاب مقاومت نہ لا سکے اور پسپا کر دئے گئے۔ سخت زک اٹھائی۔ روسی جنرل کا ندرا [illegible] زخمی ہوا۔

تیچوڑا کی گذشتہ چند روزہ جنگ مین جاپانیون کے پانچہزار اور روسیون کے ہزار سپاہ مارے جانے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

کولارکی کانون کے سونے کا ایک بنڈل مالیتی ۴۰ ہزار اڑا دیا گیا۔ بجائے سونیکے بکس مین سیسہ اور لوہا بھر دیا گیا تھا لندن مین راز کھلا۔

فرانس کے پایہ تخت پیرس مین ہزار اشخاص کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا جہان پر باتفاق رائے روسیہ کے موجودہ واقعات پر سخت نفرت ظاہر کی گئی ہے۔ اسوقت حاضرین کا جوش انتہا پر پہنچ گیا تھا۔ کمپنی خاص پیرس مین بلوہ نہ ہو جانے اس لحاظ سے پولیس کا انتظام معقول تھا لیکن جونہی جلسہ برخاست ہوا اور ہم کے گولے کار ڈوپیر اوڑا دئے گئے۔ سخت زخمی ہوے۔ اکثر آدمی گرفتار کئے گئے۔ ایک اور گورنر روسی عہدہ دار پرنس بلزو جبنز وکائی کے مکان کے قریب اوڑا دیا گیا۔

تازہ خبر مظہر ہے کہ روسی ترکستان کے مقام طفلس مین بھی بغاوت برپا ہوگئی ہے۔

جاپانی سپاہ نے ہیکوٹالی نامی مقام پر قبضہ جما لیا تھا۔ اور وہان کے متعلقہ دیگر روسی مقامات پر بھی تسلط جما لیا ہے۔ سخت برفباری کیوجہ سے تعمیرات کے کام میں حرج ہو رہا ہے۔

آجتک بلوائیون کا جوش دخروش سوائے وارسا کے کل مقامات مین فرو ہو گیا ہے۔ لیکن جو لوگ رعایا کی دلی شکایت سے واقف ہین انکا مقولہ ہے کہ جوش کم ہو جانا دائمی نہین ہے۔ ممکن ہے کہ اپنے حقوق کا خیال کرتے ہی رعایا آمادہ پیکار ہو جائے اور جب تک گورنمنٹ انکی تسلی و اطمینان کے کامل اسباب فراہم نکرے تو اسکی موجودہ شورش انگیز حالت بمشکل بدل سکتی ہے۔

روسی جنرل سیکروف ایک تازہ خبر دیتا ہے کہ ۲۵ سے ۲۹ جنوری تک روسی نقصانات ۲۰ ہزار سے ۲۴ ہزار تک ہوئے ہین۔ اور جاپانیون کے صرف ۵ ہزار آدمی کام آئے۔

حضور لارڈ کرزن بہادر ماہ اپریل ابتدائی

۳ مئی کو۔ وہ چھ ماہ کا لمبا دورہ کرینگے۔

پنجاب مین جدید انہار پر ڈیڑہ لاکہ قلی درکار ہون گے۔ پہلے ہی ان کی کمی محسوس ہے۔

یکم اپریل سے درجہ سوم والون کی ایک تیز تر ٹرین کلکتہ سے ہوڑہ تک جاری کیجائیگی۔

الہآباد یونیورسٹی کا امتحان انٹرنس گرمیون تک ملتوی رہا۔

لکہنؤ مین ڈاکخانہ کی جدید عمارت تعمیر کرنیکو سوا لاکہ کی منظوری دیگئی ہے۔

ویشن کنفرنس بنارس مین پندرہ سے ۱۸ مارچ تک ہوگی اودہ روہیلکہنڈ ریلوے نے کرایہ تخفیف کردیا ہے۔

ڈیلی اکسپریس نامی اخبار مظہر ہے کہ پورٹ آرتہر کے مشہور روسی جنرل سٹیسل کو رہائی شہنشاہ میکاڈو نے اپنے یہان آنے کی دعوت دی ہے۔ اس دعوت کو جنرل موصوف نے منظور کیا ہے۔ ٹوکیو کے شاہی محل مین باہم ملاقات ہوگی۔

ہندوستان سے منی آرڈر ... روس بہی جاسکینگے جسکہ پونڈ مین ہون ... بس پونڈ تک ہے۔

نواح کوئٹہ مین ہزارہ کے افغانون کے آباد کرنیکی سرکاری کوشش ناکام رہی۔ امیر صاحب نے انکو واپسی وطن کی اجازت دیدی۔ ... منصوبہ کامیاب نہونے پایا۔

جنڈول کے جنگی معاملات بدستور ہین۔ خان نواگئی اور نواب دیر کی سپاہ ایک دوسرے کی کاروائی پر باریک نگاہ رکہتی ہے۔ اب تک فریقین مین سے کسی کو فیصلہ کن زیست نہین ہوئی۔

یہ خبر کہ ولیعہد کابل کو حضور وائسرائے نے ایک وکہہ بیس ہزار نقد عطا فرمایا۔ بالکل غلط ہے۔ ان پشاور آنے پر ۱۲ ہزار روپیہ نقد بطور دستور دعوت پیش کیا تہا۔ وہ منظور کیا گیا۔ ڈیورینڈ صاحب کی سفارت کے وقت انکو بہی ۳۰ ہزار کی دعوت دی گئی تہی۔ وہ قبول کی تہی۔

ہندوستان مین رجسٹری شدہ خطوط کی فیس کہٹانے پر غور کیا جاویگا۔

حضور لیڈی کرزن بمعہ بچون کے ۱۰ فروری کو لندن سے روانہ ہون گی۔ شروع مارچ مین کلکتہ پہنچینگی۔

مسز وائٹ نے کلکتہ ٹرامویے کمپنی پر ۱۵ ہزار کا دعوے کیا ہے۔ انکا خاوند ٹکر لگکر مرگیا تہا۔ مسٹر جسٹس سٹیفن نے قرار دیا کہ متوفی کا قصور تہا۔ دعوے خارج ہوا۔ بلکہ خرچہ بہی مسز موصوف کو بہرنا پڑا۔ کمپنی اپنا خرچہ اس شرط پر معاف کرنا چاہتی کہ مسز صاحب آیندہ اپیل نکرین۔ بہرحال مسز صاحبہ کی حالت قابل رحم اور ہمدردی ہے۔

فوج کپورتہلہ کے چالیس جوانون کی یادگار وہان بنائین گے جو ۱۸۹۷ء مین کام آئے تہے۔ وادی کورم کی گہاٹی پر سب مرگئے۔ لیکن پیچہا نہ دیکہا۔ یادگار شاندار ہوگی۔

ہندوستان مین امپیریل سروس فوج لی انفیلڈ کی اعلی رائفلون سے مسلح کرلے گے۔

ترسیل ڈاک ہند نئے قسم کا ٹکٹ دار لفافہ مربع شکل کا رائج کریگا۔

تہبو سے ریاست دہار تک ایک سلسلہ موٹر کار کا جاری کیا جا رہے ہین۔

بنگالہ مین مہاراج شیواجی کیطرح گرو گوبند جی کا جنم اتسو بہی بطور قومی تیوہار منائین گے۔ اون کا قول ہے کہ گرو صاحب موصوف بنگالی تہے۔ پٹنہ مین پیدا ہوے تہے۔ ۱۳ جنوری ابتدائی دن سمجہا جاویگا۔

افغانی علاقہ پار کے سات ہزار پٹھان ایران مین ہین۔ امیر صاحب کابل نے سب کو یاد فرمایا ہے۔ انہون نے لکہا صرف ایک شرط پر واپس آسکتے ہین۔ اسکا وعدہ دیا جاے وہ یہ کہ اون کے مذہبی رسوم مین مداخلت نہو۔ اسکے جواب کے منتظر ہین۔

خان بہادر شیخ نصیر الدین ڈسٹرکٹ جج کرنال بعہدہ السماء ریاست بہاولپور مقرر ہوے۔ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب کا باقیماندہ ... بحث مفید عام پر ختم ہوگیا۔

لاہور مین حضور شاہ قیصر کے بت کو منٹگمری سٹرک سے اوٹہاکر احاطہ تحصیل مین رکہہ گئین۔

نواب صاحب ڈہاکہ نے لیڈی لاکہنی کی ۱۱ ہزار کی نالش کا گہر مین ہی فیصلہ کرلیا۔ لیڈی لاکہنی نے مبالغہ سے آٹہ ہزار روپیہ لیکر دست برداری لکہدی۔

بنگالہ مین موٹر کار دوڑ کی دوڑ کا مقابلہ ۹ و ۱۰ فروری کو کرین گے۔ کلکتہ سے آسنسول تک ۱۳۶ میل کا فاصلہ ہوگا۔ تجویز پیش ہے کہ ڈاک کے گہوڑون سے ہی رسید کے گہوڑون کا بہی کام لیا جاے۔

دریاے راوی پر اٹک بند ... گہاٹ بنانیکی تجویز ملتوی رکہی گئی۔ مشکل امر ہے۔

مطبع حمیدی واقع ممبئی بہنڈی بازار مین حکیم محمد عبد الحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا